مجھے ہے حکم اذاں لا إله إلا الله

حضراتِ علمائے کرام کی خدمت میں ایک اصلاحی مکتوب

(بقلم: محمد عمران۔ ایک ادنیٰ سا اُمتی)

ماہِ محرم میں حضرت حسینؓ کی شہادت کے سلسلہ میں آپ اپنے جمعہ کے خطبات، مواعظ اور تقاریر میں شعوری یا غیر شعوری طور پر یزید کو موردِ الزام ٹھہراتے ہیں اور اس پر اعلانیہ یا مخفی انداز میں طعن و تشنیع کرتے ہیں۔ اس طرح واقعہ کربلا کو آپ بالعموم حق و باطل کا معرکہ گردانتے ہیں جو کہ خلافِ حقیقت ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ جیسے جید عالم صحیح حقائق سے باخبر نہیں اور غیر مصدقہ تاریخی واقعات کا بار بار تذکرہ کر کے سامعین کی گمراہی کا باعث بن سکتے ہیں، جس کا وبال لامحالہ مقررین پر ہی آئے گا اس نازک اور حساس معاملہ میں قرآن و سنت اور مستند تاریخ کی رو سے صحیح حقائق سے آگاہی نہایت ضروری ہے تاکہ عنداللہ آپ سرخرو ہو سکیں۔

دُکھ کی بات یہ ہے کہ شیعہ پروپیگنڈہ سے متاثر حکومتی اعلیٰ عہدوں پر فائز حضرات کا یہ عالم ہے کہ آنکھیں بند کر کے یزید کے فسق و فجور پر ایمان رکھتے ہیں۔ دراصل انہیں حضرت حسینؓ کی مظلومیت کے پس منظر میں اس قدر بہکایا گیا ہے کہ صحابہؓ کا موقف، فرض شناسی، حق پرستی، اور حُرمت و ناموس ان کی نظر میں کوئی وزنی شے نہیں رہی۔ جس ماحول میں اُنہوں نے آنکھیں کھولیں، پلے بڑھے وہاں اُنہیں بتلایا گیا کہ یزید کو جتنا مردود کہیں گے، حضرتِ حسینؓ کی مظلومیت و عظمت اتنی ہی فزوں ہوگی۔ کون نہیں جانتا کہ جب جذبات کے بادل گھر آتے ہیں تو عقل و علم اور فکر و نظر کے نجوم چھپ جاتے ہیں۔ حالانکہ جذبات اگر غلبہ نہ پالیتے تو یہ سمجھنے میں کسی بڑی ذہانت کی ضرورت نہ تھی کہ مظلومیت حسینؓ یزید کی ملعونیت اور حضرت معاویہؓ کی تخفیف پر منحصر نہیں ہے، وہ تو ایسے مظلوم تھے کہ یزید کو متہم (ملوث) کئے بغیر بھی انہیں مظلوم کہا جاسکتا ہے۔

یزید سے ہمیں براہِ راست کوئی دلچسپی نہیں۔ یہاں بات یزید کی وکالت کی نہیں، صحابہ کرامؓ، خاندانِ نبوتؐ، تابعین اور دورِ خیر القرون کی وکالت کی بات ہے کیونکہ یزید کی بیعت صحابہ کرامؓ، تابعین عظام اور خاندانِ رسالتؐ نے کی حتیٰ کہ پورے عالم اسلام میں یزید کی بیعت سوائے حضرت زبیرؓ اور حضرت حسینؓ کے باقی سب نے کر لی تھی جیسا کہ علامہ ابن کثیرؒ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب البدایة والنھایة ص ۷۹، ۸۰، ج ۸ میں لکھا ہے، بلکہ کربلا میں پہنچ کر حضرت حسینؓ بھی یزید کی بیعت پر آمادہ ہو گئے تھے۔ حضرت حسینؓ نے فرمایا تھا کہ مجھے یزید کے پاس لے چلو، میں اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ دوں گا۔ (البدایة والنھایة ص ۱۷۰، ج ۸) علاوہ ازیں یہی بات مندرجہ ذیل کتب تواریخ میں بھی موجود ہے' تاریخ ابن خلدون (اردو) ج ۲، ص ۵۲۸، علامہ جلال الدین سیوطی، تاریخ الخلفاء، ص ۱۵۸، فتاویٰ ابن تیمیہؒ، ج ۲۷، ص ۴۷۱ اور Spirit of Islam (اردو) ص ۴۵۸، از سید امیر علی۔

☆ حدیث نبوی ﷺ میں ہے کہ ''اسلام ہمیشہ غالب رہے گا۔ بارہ خلفاء تک جو سب قریش میں سے ہوں گے'' (بخاری و مسلم)

اس صحیح حدیث کے ضمن میں شارحین کرام نے مذکورہ بالا بارہ خلفائے اسلام کی تفصیل بتاتے ہوئے پانچویں خلیفہ ~~کے طور پر سیدنا معاویہؓ اور چھٹے~~ خلیفہ کی حیثیت سے یزید بن معاویہؓ کو شمار کیا ہے۔ (ملا علی قاری، شرح فقہ اکبر، ص ۸ و سید سلمان ندوی، سیرت النبی ﷺ، ج ۳، ص ۳۷۹) اس مستند حدیث کی رو سے سیدنا معاویہؓ اور یزید کے فضائل و مناقب کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔

☆☆ ایک اور صحیح حدیث میں آیا ہے کہ ''میری امت کا سب سے پہلا لشکر جو شہر قیصر (قسطنطنیہ) پر حملہ کرے گا اس کی مغفرت مقدر ہو چکی ہے۔'' یہ بھی بخاری شریف کی حدیث ہے۔ مغفرت اور جنت کی بشارت پا کر مسلمانوں کا ایک جم غفیر جہادِ قسطنطنیہ (سن ۵۱ ہجری) کے لیے تیار ہو گیا اور اس لشکر کا امیر (کمانڈر) یزید بن معاویہؓ تھا اس کی کمان میں جلیل القدر صحابہ مثلاً عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن عباسؓ، عبداللہ بن زبیرؓ، میزبان رسولؐ ابو ایوب انصاریؓ اور حضرت حسینؓ بھی شامل تھے۔ صحیح روایات کے مطابق قیصر روم کے دارالحکومت قسطنطنیہ کا یہ محاصرہ نو (۹) ماہ تک جاری رہا۔ اُس وقت امیر لشکر امام وقت بھی ہوتا تھا یعنی تمام فوج اس کی اقتداء میں نمازیں پڑھتی تھی۔ ظاہر ہے کہ یزید صالح اور متقی تھا ورنہ اس کی اقتدا میں صحابہ کرامؓ اور دیگر مسلمان نمازیں کیوں پڑھتے؟

اسی طرح سن ۵۳ ہجری میں یزید امیر الحاج مقرر ہوا اور صحابہ کرامؓ سمیت دیگر مسلمانوں نے اُس کی اقتدا میں مناسک حج ادا کیے۔ اسی سال حج سے واپسی پر مدینہ منورہ میں یزید کی شادی حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ (جو کہ حضرت علیؓ کے داماد اور حضرت حسنؓ و حسینؓ کے بہنوئی تھے) کی بیٹی سیدہ ام محمد سے ہوئی۔ اس رشتہ ازدواج سے یزید کی حضرت علیؓ کے خاندان سے قرابت داری اور وابستگی کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ حضرت حسینؓ کے رفیق زہیر بن قین نے اپنی ایک تقریر میں کوفہ کے لوگوں کو بتلایا کہ حضرت حسینؓ اور یزید آپس میں چچازاد ہیں۔ (طبری، ج ۶، ص ۲۴۲) الغرض دونوں خاندانوں (علیؓ و معاویہؓ) میں دیرینہ اور خوشگوار تعلقات تھے۔

تاریخی طور پر حضرت علیؓ کا شمار سابقون اولون میں ہے اور اسلام کے لئے ان کی خدمات نہایت شاندار ہیں۔ حضرت معاویہؓ فتح مکہ سے قبل اسلام اور ہجرت سے مشرف ہوئے، کتابت وحی کی عزت سے سرفراز ہوئے اور اپنی اعلیٰ صلاحیتوں سے رومیوں پر اسلام کی دھاک بٹھائی۔ حضرات علیؓ، فاطمہؓ، حسنؓ و حسینؓ ہماری آنکھوں کے نور ہیں اور ان کے ساتھ محبت و عقیدت ہمارا جز و ایمان ہے''یزید سے ہماری کوئی رشتہ داری نہیں اور اگر ہے تو پہلے حضرت حسینؓ سے۔ حضرت معاویہؓ سے ہماری کوئی رشتہ داری نہیں اور اگر ہے تو پہلے حضرت علیؓ سے ہے، مگر حضور اکرم ﷺ جن کی ذات اقدس کی طرف یہ تمام رشتہ داریاں لوٹتی ہیں ان کی مبارک تعلیم نے ہمارا رشتہ سب سے پہلے حق اور صداقت کے ساتھ قائم کر دیا ہے، باقی تمام رشتہ داریوں کا درجہ اس کے بعد رکھا ہے، ملاحظہ ہو قرآن مجید کی سورۃ النساء آیت ۱۳۵، سورۃ المائدہ آیت ۸ اور سورۃ الحجرات، آیت ۱۳۔

یہ کہنا کہ یزید ظالم اور فاسق و فاجر تھا، سب شیعی پروپیگنڈہ ہے۔ ڈاکٹر محمد اسلم صاحب جو کہ پنجاب یونیورسٹی میں شعبہ اسلامی تاریخ کے سربراہ (Head) تھے، انہوں نے تحقیق کی بنا پر کہا ہے کہ ہمارے سابقہ مؤرخین میں سے اکثر شیعہ تھے، جنہوں نے اسلامی تاریخ کو مسخ کر کے رکھ دیا ہے، جس کے باعث حق و باطل کے درمیان تمیز کرنا بہت مشکل ہو گیا ہے۔ چنانچہ بعض جید علماء سے بھی یہی غلطی سرزد ہوئی اور انہوں نے حضرت حسینؓ سے عقیدت اور غلو میں آکر عجلت میں چند کتب بلا تحقیق یزید کے خلاف تصنیف کر دیں۔ یہ علماء کرام جو کہ حُبِ علیؓ و حسینؓ کے نام پر بغض معاویہؓ و یزید کا شکار تھے، انہوں نے ضعیف و موضوع روایات کے سہارے اور کذب و افتراء پر مشتمل پروپیگنڈے سے مغلوب و متاثر ہو کر اپنی تصانیف اور